

قبر پرستی

دُنیا میں کیسے پھیلی



تالیف

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ محمدانہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قبر پرستی

دُنیا میں کیسے پھیلی

اس کے اسباب و وجوہات اور
اس فتنہ عظیمہ سے روکنے کے وسائل و ذرائع

تالیف

سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل و ترجمہ

حافظ عبد المجید اویسی حفظہ اللہ

ناشر

مکتبہ محمدیہ الفضل مارکیٹ اڈو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہے

قبیہ قرآنی دنیا کیسے بھلی

نام کتاب

طالب	عبدالرحمان عابد
طبع اول	جنوری 2009ء
تعداد	1100
قیمت	30/- روپے

طیبہ قرآن محل، مکہ سنٹر گلی نمبر 5، منی محلہ امین پور بازار، فیصل آباد

Ph: 041-2629292, 2624007

اسٹاکسٹ

- دارالکتب السلفیہ؛ 4۔ شیش محل روڈ لاہور۔ دارالفرقان، الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- کتاب سرائے الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ اہل حدیث، زریں مسجد اہل حدیث امین پور بازار، فیصل آباد۔ مکتبہ قدوسیہ امین پور بازار، فیصل آباد
- والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ۔ فضلی ستر، اردو بازار کراچی
- اشفاق بکسٹ ہاؤس، نزد جامعہ عزیز، پل بازار ساہیوال۔ مکتبہ تعظیم السیۃ غازی آباد روڈ، شیرانی ٹاؤن اوکاڑہ
- مکتبہ الاثریہ، عارف ٹاؤن، گلی نمبر 6، صادق آباد 0306-3336670

تذاتیب سنٹر، اردو بازار لاہور
الفضل مارکیٹ 0300-4826023

E-mail: maktabah_muhammadiyah@yahoo.com & maktabah_m@yahoo.com



اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیمپو، وطنی ضلع ساہیوال

Mob: 0301- 4085081- 03467467125

فہرست مضامین

4	عرض ناشر
5	مولف کتاب ایک نظر میں
10	مقدمہ
17	قبر پرستی کیوں کر پھیلی
18	سلف صالحین کی مساعی جیلہ
19	فتنہ قبور
20	قبر پرستی کیونکر پھیلی
21	شیطان فی تعلیم کے درجہ بدرجہ اسباق
22	سبق نمبر ① تا سبق نمبر ⑤
25	فتنہ قبر پرستی کے اسناد کے لیے وسائل و ذرائع
25	ذریعہ نمبر ① تا ذریعہ ⑧
31	آہ۔ یہ مناظر (نظم)
32	سفیدی پر سیاہی (نظم)
32	بدعت پرستی (نظم)

عرض ناشر

یہ کتابچہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ مفکر اسلام علامہ سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مقالہ پر مشتمل ہے جو نہایت سلیس، سادہ، غیر جذباتی اور قرآن و سنت کے ٹھوس دلائل سے مرصع ہے۔

اس کتابچہ کے شروع میں اس مضمون کی مماثلت کا ایک مضمون بقلم عظیم مفکر، مترجم اور ادیب علامہ عبدالرزاق بلخ آبادی رحمۃ اللہ علیہ لگایا گیا ہے جو علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پون صدی قبل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الوسیلہ کے مقدمہ کے طور پر لکھا تھا، اس کی افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں شامل کیا ہے تاکہ متلاشیان حق اچھی طرح سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مضمون سے استفادہ کر سکیں، یہ کتابچہ جہاں عام اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے لیے عقیدہ کی مضبوطی کا باعث بنے گا وہیں یہ داعظین کے لیے بھی ایک نایاب تحفہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ

ہماری کوشش ہے کہ قرآن و سنت کی دعوت زیادہ سے زیادہ عام ہو اور شرک و بدعت میں پھنسے ہوئے مسلمان پھر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو اس کی اصلی صورت میں دیکھ سکیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی

عبدالرحمن عابد

مؤلف کتاب ایک نظر میں

اگست ۱۸۹۵ء..... دسمبر ۱۹۶۳ء

سید محمد داؤد غزنوی بن سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ خاندان غزنویہ کے چشم و چراغ تھے جن کی ولادت اواخر جولائی یا اوائل اگست ۱۸۹۵ء امرتسر میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سید عبدالاول و سید عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حاصل کی، فقہ و حدیث کی تکمیل شیخ الکل فی الکل السید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں رہ کر کی، جب کہ معقولات وغیرہ کی تکمیل لکھنؤ کے مشہور زمانہ اساتذہ کرام سے کی فقہ و حدیث کے سلسلہ میں محدث شہیر حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور منطق و فلسفہ میں مولانا سیف الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا بلی کا نام قابل ذکر ہے۔

تربیت و اصلاح، ذوق تصوف، بلندی فکر، علمی گہرائی، زہد و تقویٰ و حق گوئی اپنے اسلاف سے ورثہ میں پائی تھی۔

تکمیل و فراغت کے بعد مدت تک اپنے آبائی مدرسہ مدرسہ غزنویہ میں تشنگان علوم و فنون کو سیراب کرتے رہے مگر طبیعت میں چونکہ حریت و آزادی کا الاؤ چل رہا تھا لہذا دیر تک گوشہ عافیت پر قانع نہ رہ سکے بلکہ میدان کارزار میں داخل ہو گئے یہ ۱۹۱۹ء کا دور تھا، جب انگریزی جبر و استبداد کے خلاف فضا گرم تھی لہذا ترکی خلافت کے بقا و تحفظ اور انگریزی جبر و استبداد کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے میدان سیاست میں آ گئے۔ چونکہ جوانی کا عالم تھا غزنوی خون رگ و پے میں دوڑ رہا تھا انگریزی استعمار کے خلاف اپنی شعلہ بار تقریروں کا وہ لانتنا ہی سلسلہ شروع کیا کہ تحت برطانیہ متزلزل ہو گیا اور ہندوستانوں کے ذہن و دماغ پر چھایا ہوا رعب و دبدبہ ہوا ہو گیا۔ تحریک خلافت کو جس کامیابی کے ساتھ آپ نے آگے

بڑھایا اس نے آپ کو اس کے بانیوں کی صف میں لاکھڑا کیا۔

خالق کائنات نے آپ کو رعب و جلال بھی کچھ ایسا عطا فرمایا تھا کہ بڑے سے بڑا آدمی پگھلنے لگتا تھا۔ سول نافرمانی تحریک کے زمانہ میں امرتسر میں کانگریس نے جب متوازی حکومت قائم کر لی تو ایک حصہ پر صرف سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت قائم ہو گئی اور اس حصہ میں رہنے والے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ان کی بعض کوتاہیوں پر بڑی بڑی رقوم بطور جرمانہ ان پر عائد کی گئیں جنہیں ان سرمایہ داروں نے بخوشی تسلی کرتے ہوئے ادا کیا۔

۱۹۱۹ء ہی میں چونکہ جوانی کا عالم تھا انگریز کی مخالفت زوروں پر تھی ہر سیاسی و سماجی تحریک اور جلسہ میں شریک ہوتے تھے جلیانوالا باغ امرتسر میں جنرل ڈائر کی سفاکی کا نشانہ بنتے بنتے بچے۔

اسی زمانہ میں تحریک خلافت کے بعض کارکنوں نے ناعاقبت اندیشی کے سبب بعض جھوٹی سچی باتوں کو بہانہ بنا کر آل سعود کے خلاف جب تحریک چلائی تو سید محمد داؤد غزنوی و سید محمد اسماعیل غزنوی، بطل حریت ظفر علی خاں اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس گمراہ کن پروپیگنڈہ کا زبردست مقابلہ کیا۔

آپ نے اپنی زندگی میں مختلف تحریکوں کو اپنے زور بیان گہرائی گیرائی اور قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت سے نہ صرف یہ کہ زندہ رکھا بلکہ اس میں مرکزی کردار ادا کیا۔ خلافت کمیٹی سے علیحدگی کے بعد احرار میں شمولیت اختیار کی اور سلطان ابن سعود کی خدمت میں احرار کی جانب سے جانے والے وفد کی قیادت کا شرف بھی آپ ہی کے نصیب میں آیا۔

آپ کی زندگی کے حالات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی استبداد کی مخالفت آپ کے رگ و ریشہ میں پیوست ہو گئی تھی اسی لیے غیر منقسم ہندوستان میں اٹھنے والی ہر اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے جو انگریزی اقتدار کو ہندوستان سے باہر نکالنے کے لیے

وجود میں آتی خلافت کمیٹی، جمعیۃ علماء اسلام مجلس احرار، کانگریس سے لے کر مسلم لیگ تک تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں اور تنظیموں کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے فیض یاب کیا۔ اگر دیکھا جائے تو کم و بیش پندرہ سال قید و بند کی صعوبتوں میں گزر گئے امرتسر، سیالکوٹ، شاہ پور، روہتک، ملتان، لاہور، منگلوری، انک، میانوالی، سرگودھا اور گجرات کی جیلوں میں بار بار داخل کیے گئے۔

یہ سب کچھ ہوا مگر کلمہ حق کبھی دبی زبان سے کہنا پسند نہیں کیا۔ دین، وطن اور آزادی کی خاطر ہر طاغوت سے لڑ گئے اور انجام کی کبھی پروا نہیں کی۔

مسلمانوں کے عزت و وقار کو دوبارہ بحال کرنے کی ٹرپ ہر وقت لگی رہتی تھی اور اس کے لیے طرح طرح کی تحریکیں اور قسم قسم کے منصوبے بنانے اور طریقہ کار متعین کرنے میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ ضد، ہٹ دھرمی، تعصب اور حزبیت سے بچ کر تمام مسلمانوں کو ایک ساتھ جمع کر کے مشترکہ کوشش کے لیے قدم اٹھانے پر لوگوں کو آمادہ کرتے اور اپنے زبردست عزم و حوصلہ کے باعث ایسے وقت میں جب کہ مسلمان آپس کے نزاع اور اختلاف سے برمی طرح دوچار تھے لاہور میں ایک عظیم الشان اجلاس بلانے کی ٹھان لی۔

اور اجلاس بھی ایسا کہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک آدمی کی دعوت پر اتنا عظیم اجلاس کبھی نہ ہوا ہوگا جس میں شریک ہونے والوں میں صرف علماء کرام کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ ہندوستان میں پائے جانے والے جملہ مسالک و مکاتب فکر کے ساتھ ساتھ صوفیاء و مشائخ کا ایک حم غفیر بھی تھا۔ مولانا سلامت اللہ لکھنوی اگر اس اجلاس میں شریک تھے تو مولانا عبدالباری فرنگی مہلی بھی جلوہ افروز تھے اگر ایک طرف احمد رضا خاں بریلوی موجود تھے، تو دوسری طرف مولانا اشرف علی صاحب تھانوی بھی تھے، اگر اس میں مفتی مولانا کفایت اللہ صاحب شریک تھے تو دوسری طرف مولانا معین الدین اجمیری، مولانا حسین احمد مدنی، پیر جماعت علی شاہ، پیر مہر علی شاہ وغیرہ وغیرہ صوفیاء و مشائخ

بھی حاضر تھے۔

یہ تمام علماء و صوفیاء اپنے عقیدہ و اعمال کا اختلاف بالائے طاق رکھ کر ملی مسائل پر غور کرنے کے لیے ایک مرد قلندر کی آواز پر جمع ہو گئے تھے اور اس اللہ کے بندے نے اس اجتماع کی صدارت ایک فہیم مدبر، سیاستدان اور عالم کے سپرد کر دی تھی جس کو لوگ ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔

استخلاص وطن اور شوکت اسلام کی بازیابی کے لیے جو جذبہ دل و جگر میں موجزن تھا اس سے مجبور ہو کر اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لیے مولانا آزاد کی بیعت بھی کی۔

آپ جمعیت علماء ہند کے ناظم اور پنجاب کانگریس کے صدر بھی رہے مجلس احرار کے بانیوں میں شمار کیے گئے خلافت کمیٹی کے بھی زمانہ دراز تک سیاہ و سفید کے مالک رہے آزاد مسلم کانفرنس کی تحریکوں میں خوب حصہ لیا۔

تحریک کشمیر میں جو مقام آپ نے حاصل کیا وہ شاید ہی کسی اور کو ملا ہو، مجلس احرار سے علیحدگی کے بعد جب آپ نے کانگریس میں شمولیت اختیار کی تو اس وقت پنجاب کی سیاست زوروں پر تھی۔ کانگریس کے لیے مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے زیادہ مناسب آدمی نہ مل سکا، چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے مشورہ سے آپ پنجاب کانگریس کے صدر بھی منتخب کیے گئے اور شاید یہ بھی کانگریس کی زندگی میں اپنی نوعیت کا نرالا واقعہ ہو کہ پورے پنجاب میں کانگریس صرف ایک ہی سیٹ حاصل کر سکی اور وہ سیٹ تھی جناب مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی، یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اس سلسلہ میں جو عنصر کام کر رہا تھا وہ صرف آپ کی ذات خاندانی و جاہت اور ان کے حلقہ کے لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت تھی۔

باوجود اس کے کہ وہ ساری زندگی آزادی وطن کی خاطر انگریزی استعمار سے نبرد آزما رہے مگر خدمت دین کے لیے ہر وقت کوشاں رہے سیاست میں داخل ہونے کے بعد بھی

کلمہ حق بلند کرنا نہیں چھوڑا، اس سلسلہ میں جہاں آپ نے ارباب سیاست کی پرواہ نہیں کی وہیں وقت کے برسر آوردہ علماء کرام کی ناانصافیوں پر بھی سکوت اختیار نہیں کیا۔

ساری زندگی مسلک عمل بالحدیث کے عامل و داعی اور اس کے لیے کوشاں رہے، محبت الہی و الفت نبوی میں کسی کی شرکت گوارہ نہ تھی، حدیث و قرآن کے مقابلہ میں کسی کی بات کو قبول نہ کرتے تھے، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ائمہ دین و مجتہدین و مشائخ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ان کے نزدیک ناقابل معافی جرم تھا۔ اس سلسلہ میں آپ کسی طرح کی کوتاہی گوارہ نہ کرتے تھے زہد و تقویٰ خشیت و انابت کے ساتھ ساتھ شجاعت، دلیری، بیباکی و روشن ضمیری اس مرد جلیل اور بطل عظیم کا کبھی نہ جدا ہونے والا وصف تھا۔

ان تمام اوصاف حمیدہ کے باوصف علوم اسلامیہ میں گہری بصیرت رکھتے تھے۔

۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء دو شنبہ کے دن حسب معمول نماز فجر کی ادائیگی کے بعد در تک وظیفہ وغیرہ پڑھتے رہے۔ بعد میں اخبارات کا مطالعہ کیا، اہل خاندان سے بات چیت کی، ناشتہ کیا، یہ سب کچھ حسب معمول تھا مگر پونے ۹ بجے کے قریب اچانک دل کا دورہ پڑا اور جاں جاں آفریں کے سپرد کردی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم

علم و عمل کا یہ مجسمہ، نور و عرفاں کا یہ مینار، آزادی وطن کا بیباک سپاہی، اخلاق و کردار میں اسلاف کی میراث کا امین اور کتاب و سنت کا یہ شیدائی جماعت الحدیث کے علاوہ ہزاروں شیدائیوں کو سو گوار چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

رضاء اللہ عبد الکریم المدنی

مقدمہ

از: علامہ عبدالرزاق بلخ آبادی رحمہ اللہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اُمیہ کے دور میں رویا کرتے تھے کہ عہد اول کا دین باقی نہیں رہا لیکن اگر وہ ہمارے اس دور کو دیکھتے تو کیا کہتے؟ کیا وہ ہمیں ”مشرک“ قرار نہ دیتے اور ہم انہیں کوئی برانام نہ دیتے کیونکہ اس وقت اور آج کے اسلام میں اب اگر کوئی مشترک چیز باقی رہ گئی ہے تو وہ صرف لفظ اسلام ہے یا چند ظاہری ورسی عبادات ہیں اور وہ بھی بدعت کی آمیزش سے پاک نہیں۔ کتاب اللہ جیسی آسمان سے اتری تھی اب تک بے غل و غش قائم ہے۔ سنت رسول اللہ بھی مدون و محفوظ مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، مگر کتنی بڑی بد نصیبی ہے کہ دونوں مجبور و متروک ہیں، طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں یا گنڈوں، تعویذوں میں مستعمل ہیں۔ مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد ہیں اور باوجود ادعائے اتباع ان سے مخالف چل رہے ہیں۔ اجمیر کا عرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو عامل قرآن اور علمبردار تو حید تھے؟ اودھ کے ایک ہندو رہنما نے اجمیر کی کیفیت دیکھ کر کہا تھا ”اب تک مجھے شک تھا کہ ہندو مسلمانوں میں اتحاد ہو سکتا ہے مگر آج مجھے یقین ہو گیا ہے کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے مذہب میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں کا ہے حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے“ اور یہ اس نے سچ کہا کیونکہ آج ہندوؤں اور مسلمانوں کے شرک میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ ناموں اور طریقوں ہی کا ہے ورنہ حقیقت تقریباً ایک ہے۔ ہندو بتوں کے سامنے جھکتے ہیں تو مسلمان قبروں کے سامنے، ہندو رام و کرشن کی پرستش کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی و اجمیری کی! یہ کہنا کہ ہم پرستش نہیں کرتے ہم انہیں خدا نہیں سمجھتے محض بے معنی بات ہے۔ کیونکہ ہندو بھی اللہ واحد کے علاوہ

کسی کی بھی اللہ سمجھ کر پرستش نہیں کرتے اور نہ ہی مشرکین عرب کرتے تھے جیسا کہ اس کتاب میں مفصل مذکور ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تم اپنی پرستش کو ”پرستش و عبادت“ نہیں کہتے کچھ اور نام دیتے ہو مگر ناموں کے اختلاف سے حقیقت تو نہیں بدل سکتی۔

حساس آدمی کے لیے مسلمان مشرکوں کے حالات و خیالات معلوم کرنا ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے، اس فرقہ میں عقل و نقل دونوں کا کال (قحط) ہے۔ ایک طرف تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ علام الغیوب ہے، سمیع و بصیر ہے، آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں اور نہ ہی وہ اس کی مرضی کے بغیر حرکت کر سکتا ہے، وہ ہم سے دور نہیں، نزدیک ہے اور اتنا نزدیک کہ اس سے زیادہ نزدیکی ممکن نہیں، پھر وہ رحمن و رحیم ہے، غفور و غفار ہے، بخشنے والا ہے، بے حساب دیتا ہے، جبار بادشاہ نہیں کہ کسی کو اپنے در پر آنے نہ دے، ہر وقت اس کا دروازہ کھلا ہے، ہر وقت اس کا ہاتھ پھیلا ہے، ہر وقت اس کا لنگر جاری ہے، یہ سب اور اس سے زیادہ مانتے ہیں، مگر ”مگر“ کے آگے عقل و دانش کی موت ہے انسانیت اور انسانی شرافت کا ماتم ہے! مگر کے بعد یہ ہے قبروں کے سامنے جھکنا ضروری ہے! مردوں سے منتیں ماننا ضروری ہے! شفا و شفاعت کے بغیر اس دربار میں رسائی ممکن ہے، یہ قبر غوث اعظم کی ہے جو مرجانے کے بعد بھی ”غوث“ ہیں اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلہ اچھین سکتے ہیں! یہ ”محبوب سبحانی“ ہیں۔ ”عاشق جان نثار“ کو ضد کر کے مجبور کر دیتے ہیں! یہ ”غریب نواز“ ہیں اور مرنے پر بھی مٹھیاں بھر بھر کے دیتے ہیں! چنانچہ انسانیت و اسلام کے یہ مدعی جوق در جوق قبروں پر جاتے ہیں ماتھے گھستے ہیں، ناک رگڑتے ہیں اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو کوئی شریف النفس اور خوددار انسان کسی مخلوق کے سامنے نہیں کر سکتا۔

انسان کے پاس سب سے بڑی دولت اس کی اپنی انسانیت ہے، یہ جاتے ہیں اور اس متاع عزیز کو چوڑے اور اینٹ کے چبوتروں پر بڑی بے دردی سے قربان کر آتے ہیں!

اگر کہا جاتا ہے کہ دیکھو کیا کرتے ہو؟ شریعت نے منع کیا ہے، ایسے کاموں کو شرک ٹھہرایا ہے، جہنم سزا بتائی ہے تو جواب اعراض و انکار ہے، تاویل و تحریف ہے۔ شریعت و حقیقت کی بحث ہے، ظاہر و باطن کی حجت ہے، وہابی و خفی کا فرق ہے۔ قرآن کی آیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں حسن بصری، شبلی، جیلانی رحمہ اللہ، چشتی کے ملفوظات ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا، مگر کس سے کہا جائے؟ کان ہوں تو سنیں، آنکھیں ہوں تو دیکھیں، دل ہوں تو سمجھیں۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَصْلٰ (۱۳: ۹)

ترجمہ: ”ان کے دل ہیں مگر وہ ان کو سمجھنے کے لیے استعمال نہیں کرتے، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ دراصل وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گزرے۔“

(الاعراف: آیت ۱۷۹)

یہ صرف عوام کا ہی حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور کہے جائیں۔ ان لوگوں کا بھی ہے جو اپنے تئیں منہ پھاڑ پھاڑ کے ”علماء امت“، ”وارث علوم نبوت“ اور ”انبیاء بنی اسرائیل“ کا مشابہ بتاتے ہیں۔ ایک طرف اسفار شریعت کے حامل اور دوسری طرف حقیقت و طریقت کے رازداں ہونے کے مدعی ہیں، دراصل یہی لوگ امت محمدیہ ﷺ کے لیے اصلی فتنہ اور تمام تباہیوں اور بربادیوں کے اصلی سبب ہیں، یہ علماء سوء اس امت کے فقہی و فریسی و صدوقی ہیں۔ ”ہاروت و ماروت“ ہیں، ”رءوس الشیاطین“ ہیں۔ انہیں نے شریعت کی تحریف کی ہے۔ انہیں نے کتاب و سنت کا دروازہ مسلمانوں پر بند کیا ہے۔ انہیں نے طریقت و بدعت کی تاریکی پھیلائی ہے۔ انہیں نے اسلام کا نام لے کر اسلام کو مسلمانوں کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ تیرہ سو برس کی پوری تاریخ ہمارے سامنے کھلی

رکھی ہے، وہ کون سی مصیبت ہے جو ان کے ہاتھوں نہیں آئی؟ وہ کون سی گمراہی ہے جس کا جھنڈا انہوں نے اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھایا؟
عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کہہ گئے ہیں:

وہل بدل الدین الا الملوک واحبار سوء ودرہانہا
ترجمہ: ”کیا دین کو بادشاہوں، علماء سوء اور صوفیاء کے علاوہ کسی اور نے بدل ڈالا ہے۔“

الفاظ سخت ضرور ہیں اور شاید قابل مواخذہ بھی ہیں مگر دل و جگر میں جو گھاؤ پڑے ہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ ماتم پر مجبور کرتے ہیں۔ کون انسان ہے جو میں کروڑ انسانوں کی بے دردانہ تباہی دیکھے اور خاموش رہے؟ کون مسلمان ہے جو امت مرحومہ پر یہ قزاقانہ تاخت اپنی آنکھوں سے دیکھے اور چپ رہے؟ کیا اس کے بعد بھی انسان دیوانہ نہ ہو جائے گا کہ دن کو رات بتایا جاتا ہے، آفتاب کو سیاہ ٹکا کہا جاتا ہے، حق کو باطل، اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے؟ کون مسلمان ہے جس کے دل میں ذرا بھی نور ایمان ہو اور شریعت کو ضلالت، سنت کو بدعت، ایمان کو کفر، توحید کو شرک اور شرک کو توحید ہوتے دیکھے اور جوش سے ابل نہ پڑے؟ مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ ”کتاب و سنت کا فہم ناممکن ہے، لہذا تم اس سے دور رہو اشخاص کی تقلید واجب ہے، لہذا بے چون و چرا ہمارے پیچھے چلے چلو، قبریں اونچی کرو، قبے بناؤ، اولیاء سے منتیں مانو، اللہ تعالیٰ تک مخلوق کو وسیلہ بناؤ، جو چاہو کرو، بخشے جاؤ گے۔ کیونکہ شفیع المذنبین کی امت ہو، یہی دین ہے، یہی شریعت ہے، یہی سنت ہے!“
کیا ہم یہ سب سنیں اور خاموش بیٹھے رہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مصلحین امت انھیں اور علماء سوء کے اس شر ذمہ مشومہ کے چہرہ سے نقاب الٹ دیں تاکہ مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ان بڑی بڑی پگڑیوں کے نیچے شیطان کو سجدہ کرنے والے سر ہیں اور ان لمبی گھنی ڈاڑھیوں کی اوٹ میں کفر و ریا کی سیاہی چھپی ہوئی ہے؟

کیا مسلمان اپنے ”علماء“ اور ”رہنماؤں“ کے اسلام و اصلاح کا حال سننا چاہتے ہیں؟ اچھا ایک مستقل کتاب کا انتظار کریں (کیونکہ) یہاں اس مختصر دیباچہ میں گنجائش نہیں، تاہم عبرت کے ساتھ یہ واقعہ نوٹ کر لیں کہ ان کے ایک ”مستند عالم“ نے جو ”صوفی“ اور شاید ”پیر“ بھی ہیں تحریک خلافت کے دوران میں تجویز پیش کی تھی کہ علماء و مشائخ کا ایک وفد مرتب ہو کر ”اجمیر شریف“ جائے اور خوجہ صاحب کو امت کی ایک مصیبت سنا کر فریاد کرے! صرف تجویز ہی نہیں بلکہ سنا ہے کہ علماء یہ مولوی صاحب اپنے ہم مشربوں کے ساتھ شدر حال کر کے گئے اور مزار پر خوب روئے پیئے مگر افسوس! وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اور بے مراد لوٹے چلے آئے؟ کیا یہی وہ توحید ہے جس کی بنیادیں قرآن نے قائم کی تھیں جس کی حفاظت کے ”علماء دین“ مدعی ہیں اور جس کے اتباع و تمسک پر مسلمانوں کو ناز ہے؟ اگر خوجہ صاحب امت محمدیہ (ﷺ) کو اس کے مصائب سے نجات دلا سکتے ہیں تو رام و کرشن کی خدائی پر مسلمان کیوں منہ بناتے ہیں؟ اس اجمیری وفد کی تحریک پرائیویٹ نہ تھی، اخبارات کے کالموں میں علانیہ کی گئی تھی مگر کسی عالم نے بھی یہ اعلان کرنے والے کی زبان نہ پکڑی کہ یہ شرک ہے بلکہ بہت سے مولویوں نے تو اس کی تحریر اتائید کی جیسا کہ اخبارات کے پرانے فائل گواہ ہیں۔ کیا یہی وہ حفاظت دین ہے جس کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں؟

اور اے کاش! ضلالت و بدعت کی حمایت علماء کے اسی گروہ میں محدود ہوتی جسے بدعتی کہا جاتا ہے اور اس گروہ میں منتقل نہ ہوتی جو اصلاح و تجدید کا مدعی ہے۔

میں یہ المناک واقعہ انتہائی رنج و اندوہ کے ساتھ تاریخ کے حوالے اور مسلمانوں کے گوش و گذار کرتا ہوں کہ ابھی چند دن کی بات ہے کہ اس جماعت کے ایک تعلیمی مرکز کے شیخ اعظم اور دوسرے مشائخ نے تعزیر داری جیسی صریح بدعت بلکہ ”شرک“ کے خلاف فتویٰ دینے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ موجودہ حالات میں ایسا فتویٰ

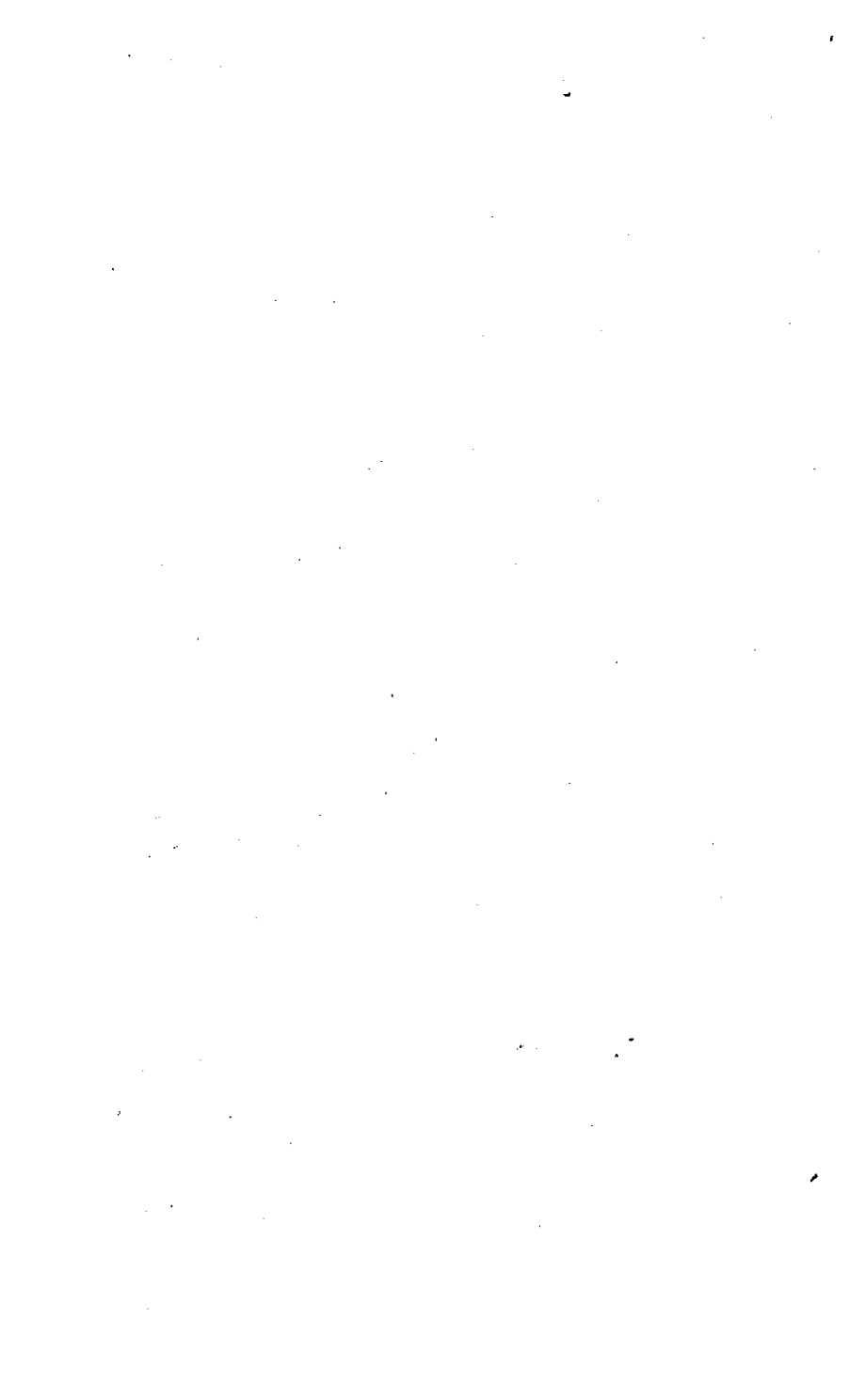
”خلافت مصلحت“ ہے۔

کیا یہی طریقہ شریعت کی حفاظت کا ہے؟ کیا یہی نیابت انبیاء علیہم السلام ہے جس کا فرض ہمارے علماء اس خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان آنکھیں کھولیں، اپنے مذہبی پیشواؤں کی حقیقت معلوم کریں اور دین کی حفاظت اور شرک و بدعت کے ازالہ کے لیے خود آگے بڑھیں؟ اسلام میں نہ پاپائیت ہے نہ روحانی پیشوائیت اور اب وقت آ گیا ہے کہ یہ خود ساختہ پیشوائیت ڈھادی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے دین سے براہ راست (مضبوط) ہو جائے۔

عبدالرزاق بلخ آبادی

(رحمۃ اللہ علیہ)

ایڈیٹر ”الجامعہ“، کلکتہ از کلکتہ ۱۹۲۵ء



قبر پرستی دنیا میں کیونکر پھیلی

اسباب و وجوہ

اس فتنہ عظیمہ سے روکنے کے وسائل و ذرائع

آج اگر کوئی مسلمان کی تمام موجودہ تباہ حالیوں اور بد بختیوں کو دیکھنے کے بعد یہ سوال کرے کہ ان کا کیا علاج ہو سکتا ہے تو اس کو امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ میں ایک جملہ کے اندر جواب ملنا چاہئے کہ:

”لَا يُصْلِحُ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَّحَ بِهِ أَوَّلُهَا۔“

یعنی امت کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نہ ہو سکے گی، تا وقتیکہ وہی طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے اس کے ابتدائی عہد نے اصلاح پائی تھی۔

اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے اور ہر اس دعوت کو جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے آئے، اسے دلی قبولیت کے ساتھ سنا جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ۔ (الانفال)

ترجمہ: ”مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو ان کی دعوت پر لبیک کہو کہ ان کی دعوت حیات بخش ہے۔“

یہ صلاحیت اور آمادگی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور ان کے احکام کی عزت و حرمت دنیا کی تمام محبتوں اور عزتوں پر غالب ہو اور ان کی

محبت دل کی گہرائیوں میں اس طرح نشیمن بنا چکی ہو کہ اعزہ و اقارب کی محبت، امراء و سلاطین کی عزت و حرمت، غرض دنیا کی ہر وہ چیز جس میں کچھ بھی محبوبیت ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں کوئی قدر و قیمت نہ رکھتی ہو۔ حتیٰ کہ محبت کی کوئی ایسی شکل جو انسانی نفس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے تجویز کرے، مگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے دیار محبت کے خلاف سمجھے تو اس کو بھی شیطانی و سوسہ سمجھ کر فوراً چھوڑ دے تو اس کے بعد محبت صادق کو اللہ بزرگ و برتر کی محبوبیت کا یقیناً شرف حاصل ہوتا ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ - (آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ: ”یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اس سے تم محبوب الہی بن جاؤ گے۔“

سلف صالحین کی مساعی جمیلہ

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اسلام کا ابتدائی عہد یمن و برکت اور ہدایت و سعادت کی دولت سے مالا مال اور ہر قسم کی بدعات و رسوم کی آمیزش سے پاک و صاف تھا۔ کیونکہ سلف صالحین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین اور ائمہ دین رحمہم اللہ نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو ہر قسم کی خارج گمراہیوں اور غیر دینی اثرات و اختلاطات سے محفوظ رکھنے کے لیے ہر طرح کی کوشش فرمائی۔ وہ اس چیز کو سمجھ چکے تھے کہ آج اسلام کی نشو و نما اجتماعی کا ابتدائی دور ہے اور اس کے سرچشمے پھوٹ پھوٹ کر رہے ہیں اور ایک تنکا بھی اگر ان کی راہ میں آگیا تو ڈر ہے یہی تنکے جمع ہو کر ایک دن بڑی بڑی نہروں کے سرچشموں کو بند کر دیں گے وہ اسلام کی حفاظت کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔ ان کی مثال اس جاناہز عاشق کی سی تھی جو اپنے معشوق کے تلوؤں میں ایک کانٹے کی چبھن بھی دیکھتا ہے تو اس زور سے چیختا ہے گویا اس کے پہلو میں خنجر نے شگاف کر دیا۔ وہ اس ایک ایک تنکے اور مٹی کے ایک ایک ذرے کو اسلام کی راہ

سے ہٹانے کے لیے اپنی عزیز سے عزیز متاع قربان کر دینے کے لیے آمادہ رہتے تھے۔ اگر اس وقت صدیق امت اور خلیفہ اسلام (سیدنا) ابوبکرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، عمر اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد محدثین و ائمہ دین رضی اللہ عنہم کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے معمور نہ کر دیتا اور وہ ایک داخلی جہاد عظیم سے ان تمام فتنوں اور بدعتوں کا سد باب نہ فرما دیتے تو آج دنیا میں اسلام کی بھی وہی حالت ہوتی جو دنیا کے تمام محرف اور مسخ شدہ مذاہب کی نظر آ رہی ہے اور اس کی حقیقی تعلیمات کو بھی طرح طرح کی بدعات و محدثات کا سیلاب بہا کر لے گیا ہوتا اور آج ڈھونڈنے سے بھی ان کا پتہ نہ چلتا۔

سلف نے اسلام کے جن اہم اور بلند مقاصد کی بناء پر بدعات و محدثات اور خارجی گمراہیوں کا جس قوت اور سرفروشی سے مقابلہ کیا اور کسی شکل کو بھی اس میں گوارا نہ کیا۔ تو واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ یکسر صحیح و واقعی تھے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ انہی مسائل نے بالآخر اسلام کی حقیقی تعلیم کو طرح طرح کی خارجی ضلالتوں سے آلودہ کیا اور افسوس کہ مسلمان ان فتنوں سے نہ بچ سکے جو ان سے پہلی قوموں میں موجب ضلالت ہو چکے تھے۔

فتنہ قبور

مسلمانوں میں جن مسائل نے اختلاف و تحریف کی بنیادیں رکھی ہیں اور ان کو کتاب و سنت کی صراط مستقیم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوۂ حسنہ سے انحراف کی راہ دکھائی۔ ایک اہم مسئلہ مقبروں کی تعمیر اور وہاں خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں مانگنا اور قبور مزارات کو تقرب الی اللہ اور قبولیت دعا کا بہترین مقام سمجھنا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس موضوع پر اپنی متعدد تصانیف میں نہایت شرح و وسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ آج میں چاہتا ہوں کہ ان اہم اور لطیف مباحث میں سے چند آپ کے سامنے کسی قدر اختصار کے ساتھ پیش کروں۔

قبر پرستی کیونکر پھیلی

اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیے کہ دنیا میں قبر پرستی کیسے پھیلی؟ اس کے اسباب و وجوہ کیا ہیں اور ان کا انسداد کیسے کیا جاسکتا ہے، سب سے پہلے یہ فتنہ نوح علیہ السلام کی قوم میں پیدا ہوا، جیسا کہ قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کی مساعی تبلیغ توحید کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكْرُوهًا مَّكْرًا كَبَارًا ۝ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَا اِلٰهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَا وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ (سورہ نوح، آیت ۲۳)

ترجمہ: ”نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میری قوم نے میری نافرمانی کی اور اس شخص کی پیروی کی جس کو اس کے مال و اولاد نے سوائے خسارہ کے کچھ فائدہ نہیں پہنچایا (یعنی اپنے مال داروں کا کہا مانا) اور انہوں نے بڑے مکروفریب سے کام کیا اور کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ہی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر علیہم السلام کو چھوڑنا (یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بتوں کے نام ہیں)۔“

ابن عباس اور بہت سے صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے صالح لوگوں کے نام ہیں۔ جب وہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر بیٹھ شروع کر دیا اور دعاء و عبادت کے لیے ان کو بہترین مقام سمجھنا شروع کر دیا، کچھ عرصہ بعد ان کی تصویریں بنائی گئیں، پھر فرط عقیدت میں تصویروں کی جگہ ان کا مجسمہ اور بت بنانا شروع کر دیئے، حتیٰ کہ اس حد سے بڑھی ہوئی عقیدت مندی نے ان کو بتوں مجسموں کی عبادت پر آمادہ کر لیا۔

صحیحین میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ملک شام کے ایک گرجہ اور اس میں جو تصاویر تھیں ان کا نبی ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان سب میں جب کوئی صالح اور نیک فوت ہو جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر

مسجد بناتے اور اس کی تصویر وہاں رکھتے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری شریف)

صحیح مسلم میں سیدنا جناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اَلَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ فَلَا يَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ فَاِنَّمَا اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔ (مسلم شریف)

”دیکھو! تم سے پہلی امتوں نے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا۔ تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بناؤ میں تم کو اس سبب سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہوں۔“

اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی امت کو اس فتنے سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ نے کئی طریقوں سے امت کو اس فتنے سے بچانے کی کوشش کی۔

شیطانی تعلیم کے درجہ بدرجہ اسباق

لیکن اس سے پہلے کہ ان طریقوں کو بیان کیا جائے جو نبی ﷺ نے اس فتنے سے محفوظ رہنے کے لیے فرمائے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس بات کا تذکرہ ہو جائے کہ شیطان یا شیطانی جماعتیں کس طرح لوگوں کو آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ اس فتنے میں مبتلا کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے جیسے امت کتاب و سنت سے محروم ہوتی چلی گئی ایسے ہی شیطان اور اس کے مقبعین کا اقتدار و تسلط بڑھتا گیا اور اس کے مکرو فریب میں نادان اور بے خبر لوگ مبتلا ہوتے گئے۔ شیطان کی فریب کا رانہ چالیں یا اس کی درجہ بدرجہ تعلیم پہلے بیان کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ تمام طریقے بیان کیے جائیں گے جو نبی ﷺ نے اس فتنے سے بچنے کے لیے ارشاد فرمائے ہیں۔

پہلا سبق

سب سے پہلے شیطان اپنے مرید کو یہ سکھاتا ہے کہ قبر کے پاس دعا کرنا چاہیے۔ چنانچہ شیطان کا مرید قبر کے پاس جا کر عاجزی اور دل سوزی سے دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی عاجزی اور ذلت کی وجہ سے اس کی دعا قبول کر لیتا ہے، کیونکہ اگر وہ اس سوز و گداز سے دکان، شراب خانہ، حمام یا بازار میں بھی دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے۔ جبکہ جاہل آدمی تو یہی سمجھتا ہے کہ اس دعا کی قبولیت میں قبر کا بڑا دخل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر لاچار شخص کی دعا قبول کرتا ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی دعا قبول کرتا ہے اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کو دوست رکھتا ہے یا اس کے فعل کو پسند کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نیک و بد، مومن و کافر، ہر ایک کی دعا قبول کرتا ہے۔

بہت سے لوگ ایسی دعا مانگتے ہیں جس میں وہ حد شریعت سے تجاوز کر جاتے ہیں یا شرک کرتے ہیں یا دعا میں ایسے سوال کرتے ہیں جو ناجائز ہیں اور ان کی ساری یا بعض مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے اور ان کی حالت اس شخص کی سی ہو جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ مال اور اولاد سے ڈھیل دیتا ہے اور وہ یہی سمجھتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اس کو ہر طرح کی بھلائی پہنچاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ -

(سورۃ انعام، رکوع ۵، آیت ۴۴)

ترجمہ: ”جب ان نافرمانوں نے نصیحت الہی کو فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دیے۔“

دعا دو قسم کی ہے ایک تو عبادت ہے جس پر دعا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

دوسری کسی حاجت کا سوال ہے جو پوری تو ہو جاتی ہے لیکن وہ دعا کرنے والے کے لیے باعث تکلیف بن جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے لیکن جو اس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنے اور اس کی حدود کو توڑنے کی جرأت کی ہوتی ہے اس کے بدلہ میں اس کو عذاب بھی کرتا ہے۔

الغرض شیطان آہستہ آہستہ اپنے مکر کے جال میں انسان کو پھنساتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ قبر کے پاس بہت اچھی طرح دعا کرنا چاہیے اور یہ بھی کہ اس جگہ دعا کرنا مسجد میں اور سحر کے وقت (جس وقت میں دعا کی قبولیت کی نبی ﷺ نے خبر دی ہے) دعا کرنے سے بہتر ہے، جب شیطان یہ سبق ازبر کر لیتا ہے تو پھر دوسرا سبق شروع ہوتا ہے۔

دوسرا سبق

اب وہ اس کو کہتا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے اس قبر والے بزرگ کے طفیل مانگو اور اللہ تعالیٰ کو اس مقرب بندہ کی قسم دو تو تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور یہ پہلے سبق کے مقابلہ میں زیادہ برا فعل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے کہ اس کو کسی بندہ کی قسم دی جائے یا کسی بندہ کے طفیل اس سے کچھ مانگا جائے۔

تیسرا سبق

جب اس شخص کے دل میں یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ اس بزرگ کی قسم اللہ تعالیٰ کو دینے اور اس کے طفیل یا اس کے حق سے دعا مانگنے میں اس کی بہت عزت اور تعظیم ہے اور حاجات کے پورا کرنے میں یہ زیادہ موثر ہے تو پھر شیطان اس کو تیسرا سبق پڑھاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اب اسی بزرگ سے مانگو اور اسی کی نذر و نیاز دیا کرو۔

چوتھا سبق

پھر اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کو بت بنایا جائے اور اس پر بیٹھا جائے اس پر قدیل اور شمع جلائی جائے اور اس پر پردے لٹکائے جائیں اور اس پر مسجد بنائی

جائے اور سجدہ اور طواف اور بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے اور اس کا قصد کرنے اور اس کے پاس جانور ذبح کرنے سے اس کی عبادت کی جائے۔

پانچواں سبق

پھر صرف ایک درجہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف بلایا جائے، اس پر میلے لگائے جائیں اور اعمال حج اس جگہ اس قبر والے کے لیے ادا کئے جائیں (بلکہ حج بیت اللہ سے اس کے میلے کو بہتر سمجھا جائے، چنانچہ بہت جاہل کہتے ہیں کہ خواجہ اجمیر شریف کے ایک میلہ کے کرنے سے سات حج کا ثواب ملتا ہے، وغیرہ وغیرہ نعوذ باللہ) اور ان کو یہ سمجھایا جائے کہ یہ سب امور ان کے لیے دنیا اور آخرت میں بہت مفید ہیں۔

شیخ ابن قیم رحمہ اللہ ”اغاثہ“ میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

قبروں کے پاس جو بدعات کی جاتی ہیں ان کے کئی درجات ہیں۔ سو شریعت سے بہت دور یہ ہے کہ انسان مردہ سے اپنی حاجت طلب کرے اور اس سے فریادری چاہے جیسا کہ بہت لوگ کرتے ہیں اور یہ لوگ بت پرستوں کی جنس سے ہیں، اس لیے بعض اوقات شیطان اس مردہ کی شکل میں ان کے سامنے آتا ہے جیسا کہ بت پرستوں کے سامنے بھی ان کے معبود کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ پس جب کوئی بت پرست اپنے معبود کو جس کی وہ تعظیم کرتا ہے، بلائے تو شیطان اس کی شکل اختیار کر کے اس کے سامنے موجود ہوتا ہے اور یہ بعض غائب امور کے متعلق ان سے کلام کرتا ہے کیونکہ شیطان بنی آدم کے گمراہ کرنے میں مقدور و بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ سورج اور چاند اور ستاروں کی پوجا کرتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں، ان کے سامنے بھی شیطان انسانی شکل میں آکر کلام کرتا ہے اور بعض باتیں بتاتا جاتا ہے اور وہ لوگ اس کو ستاروں کی روحانیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ شیطان ہوتا ہے اگر وہ بعض مقاصد میں انسان کی مدد بھی کرتا ہے لیکن اس کو اس سے کئی گنا نقصان بھی پہنچا دیتا ہے۔

اس طور پر قبروں کے پاس قبر پرستوں پر بھی کئی حالات ظاہر ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کرامات ہیں اور درحقیقت وہ شیطان کا فریب ہوتا ہے مثلاً جس مردہ کی کرامت کا لوگوں کو گمان ہوتا ہے جب کوئی مرگی والا مریض اس کی قبر کے پاس لا کر ڈالا جاتا ہے تو جن (شیطان) اس سے اتر جاتا ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

فتنہ قبر پرستی کے انسداد کیلئے وسائل و ذرائع

نبی ﷺ نے اس فتنہ عظیمہ سے اپنی امت کو بچانے کے لیے جو وسائل و ذرائع بیان فرمائے ہیں، اب انہیں بیان کیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آج امت مسلمہ کو اس طوفان سے بچانے کے لیے اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے تو وہ وہی ہے جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

پہلا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبروں کو مساجد بنانے سے روکنے کے متعلق صحیح مسلم میں سیدنا جناب بن عبد اللہ الجلیلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی وفات سے پانچ روز پیشتر سنا کہ آپ فرماتے تھے خبردار جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بناتے تھے۔ خبردار! قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

صحیحین (بخاری اور مسلم) میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرض میں جس سے آپ عہدہ براء نہ ہوئے فرمایا، یہود اور نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنا دیا۔ اس سے آپ اپنی امت کو ان افعال سے ڈراتے تھے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی، لیکن اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ بھی مسجد نہ بنائی جائے، یہ خطرہ نبی ﷺ کی قبر کے کھلے میدان میں بنائے جانے سے روکنے کی وجہ سے ہے، کیونکہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موضع دفن کی نسبت اختلاف ہوا۔ حتیٰ

کہ انہوں نے نبی ﷺ کا فرمان سنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اسی جگہ دفن کیے جاتے ہیں جہاں وہ وفات پائیں، چونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اس لیے آپ کو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور جیسے کہ رواج تھا صحرا میں دفن نہ کئے گئے، تاکہ آپ کی قبر پر نماز نہ پڑھی جائے اور لوگ اس کو مسجد نہ بنالیں، کیونکہ نبی ﷺ نے آخر عمر میں قبروں کو مساجد بنانے سے روکا، پھر اہل کتاب میں سے ان لوگوں پر جنہوں نے ایسا کیا لعنت کی تاکہ آپ ﷺ کی امت ان افعال سے باز رہے۔

اسی صحیح اور صریح سنت کی متابعت کی بناء پر عامہ طوائف نے قبروں پر بنائے مسجد سے صریح طور پر اور صاف الفاظ میں روکا ہے۔ اور امام احمد امام مالک اور امام شافعی علیہم السلام کے اصحاب نے اس کی حرمت پر تصریح کی ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقاً مکروہ کہا ہے۔ لیکن ان علماء پر حسن ظن کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی اس کراہت کو کراہت تحریمی ہی سمجھا جائے۔ کیونکہ ہم ان پر یہ گمان نہیں کر سکتے کہ وہ ایسے فعل کو جس کی نبی اور اس کے فاعل کے ملعون ہونے پر نبی ﷺ کا حکم حد تو اترا کر پہنچ گیا ہو، جائز قرار دیں۔

دوسرا ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں پر چراغ جلانے سے روکنا۔ امام احمد علیہ السلام اور اہل سنن نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مساجد بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے، پس جس فعل پر رسول اللہ ﷺ لعنت کریں، تو وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور فقہانے ایسے فعل کو صراحۃً حرام کہا ہے۔

ابو محمد مقدسی علیہ السلام فرماتے ہیں اگر قبروں پر چراغ جلانا مباح ہوتا تو اس کے فاعل پر لعنت نہ کی جاتی، حالانکہ اس پر لعنت کی گئی ہے، پس اس میں ایک تو مال بے فائدہ ضائع ہوتا ہے، دوسرا تعظیم قبور میں افراط ہے جو بتوں کی تعظیم کے مشابہ ہے۔ اسی لیے علماء نے کہا کہ

قبروں پر شمع یا چراغ جلانے یا تیل دینے کی نذر جائز نہیں، کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور بالاتفاق اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں۔ نیز کہا کہ اس غرض سے کسی چیز کو قبروں پر وقف کر دینا بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ وقف صحیح نہیں اور اس کو نافذ کرنا حلال نہیں۔

تیسرا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبروں کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے سے روکا ہے، صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ علماء نے کہا ہے کہ اس میں دو صورتوں کی ممانعت کا احتمال ہے۔ ایک یہ کہ ان پر پتھروں یا ان کی مانند اور چیزوں سے بنا کرنا۔ دوسرا یہ کہ ان پر خیمہ وغیرہ نصب کرنا۔ ان دونوں صورتوں سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے، کیونکہ ان میں کوئی فائدہ نہیں، اس کا مال بھی بے فائدہ ضائع ہوتا ہے اور نیز یہ اہل جاہلیت کا فعل ہے۔

چوتھا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبروں پر کتابت کرنے (لکھنے) سے منع کرنا۔ سنن ابی داؤد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے سے منع فرمایا۔

پانچواں ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں پر ان کی کھدائی سے نکلی ہوئی سے زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا۔ سنن ابی داؤد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پکا کرنے، ان پر لکھنے اور ان پر زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا۔

چھٹا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبر کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمانا۔

صحیح مسلم میں سیدنا مرثد الغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں کے اوپر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام زمین مسجد ہے، سوائے مقبرہ اور حمام کے، اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

اس بارہ میں نہیں اور سخت ممانعت کی روایت کثرت سے آئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قبروں کو نماز کے لیے مخصوص کرنے میں بت پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے جو بتوں کی تعظیم کے لیے ان کے آگے سجدہ کرتے اور ان کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ بت پرستی کی ابتداء اسی فتنہ قبور سے ہوئی تھی۔ اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب پر لعنت کی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنایا۔

شیخ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اعانۃ اللہ علیہ اللہفان میں اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جس کی وجہ سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبروں پر مساجد بنانے سے منع فرمایا یہ وہ علت ہے جس نے بہت سی امتوں کو یا تو شرک اکبر یا اس سے کم درجہ کے شرک میں مبتلا کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کی قبر کے ساتھ شرک کرنا جس کی نسبت انسان کا خیال صلاحیت اور نیکی کا ہوا انسان کو زیادہ مائل کرتا ہے بہ نسبت اس کے شرک کے کسی درخت یا پتھر کے ساتھ، اسی لیے تم دیکھو گے کہ بہت سے لوگ قبروں کے پاس خشوع اور خضوع اور گریہ زاری کرتے ہیں اور دل سے ایسی عبادت کرتے ہیں جو مسجد میں نہیں کرتے اور نہ پچھلی رات میں ایسی عبادت کرتے ہیں، بعض ان میں سے قبروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور اکثر قبروں کے پاس نماز ادا کرنے میں ایسی برکت کے امیدوار ہوتے ہیں، جس کی امید انہیں مسجد میں ادا کی ہوئی نماز سے نہیں ہوتی۔ اسی خرابی کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا اور قبرستان میں مطلقاً نماز ادا کرنے سے روک دیا۔ خواہ وہاں نماز پڑھنے والے کا قصد قبر کے پاس نماز ادا کرنے کا نہ ہو اور نیز آپ نے طلوع اور غروب اور استوائے شمس کے وقت نماز کے ادا کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ یہ

ایسے اوقات ہیں جن میں مشرکین سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ پس اپنی امت کو ان اوقات میں نماز سے بالکل منع کر دیا اگرچہ ان کا ارادہ مشرکین کا سا نہ ہو۔

اگر کوئی شخص قبر کے پاس اس نیت سے نماز ادا کرے کہ اس جگہ میں نماز ادا کرنے میں برکت ہوگی تو یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سراسر دشمنی اور آپ کے دین کی مخالفت اور ایسے دین کا گھڑنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا، کیونکہ عبادات کی بنا موافقت سنت اور اتباع رسول ہے۔ ابتداء اور خواہش نفسانی پر نہیں، سو بلا شک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے اور یہ انہوں نے اپنے نبی ﷺ کے دین سے بدیہی اور ضروری طور سے معلوم کیا ہے کہ مقبرہ کے پاس نماز منع ہے، چہ جائیکہ اس کو زیادہ باعث تبریک و بہبودی سمجھا جائے۔

ساتواں ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں کا ہموار کرنے کا حکم دینا۔ صحیح مسلم میں ابولہبیاح اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بھیجا تھا اور وہ یہ تھا کہ جو تصویر دیکھے اسے مٹا دے اور جو اونچی قبر دیکھے اسے ہموار کر دے۔

آٹھواں ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں کو عید (میلہ کی جگہ) بنانے سے منع فرمانا:

سنن ابی داؤد میں اسناد حسن سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ (یعنی ان میں نوافل پڑھا کرو) اور میری قبر کو عید (میلہ کی جگہ) نہ بنانا اور مجھ پر درود بھیجتے رہنا، کیونکہ تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا، تم جہاں کہیں بھی ہو گے۔

اور مسند ابی یعلیٰ موصلی میں علی بن حسین (زین العابدین) سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس ایک درپچہ کے پاس آتا، اس میں داخل ہوتا اور دعا کرتا ہے تو آپ نے اسے منع فرمایا اور کہا میں تمہیں ایک حدیث سناؤں

جو میں نے اپنے والد (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) سے سنی اور انہوں نے میرے دادا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنی اور رسول اللہ ﷺ سے سنی، آپ نے فرمایا میری قبر کو عید نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں، تمہارا اسلام جہاں کہیں تم ہو، مجھے پہنچ جاتا ہے۔“

اور کہا سعید بن منصور نے خبر دی ہم کو سیدنا عبدالعزیز بن محمد نے، انہوں نے کہا ہم کو خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے کہا کہ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے قبر شریف کے پاس دیکھا۔ انہوں نے مجھے سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے بلایا اور وہ رات کا کھانا کھا رہے تھے اور فرمایا آؤ کھانا کھاؤ، میں نے کہا مجھے خواہش نہیں، پھر انہوں نے فرمایا میں نے تمہیں قبر کے پاس کیوں دیکھا؟ میں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تو اسی لیے مسجد میں داخل ہوا تھا پھر فرمایا نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے گھر کو عید اور اپنے گھر کو قبریں نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو، تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے تم جہاں کہیں تم ہو۔ سو تم اور اندلس کے رہنے والے نبی ﷺ سے اس اعتبار سے بالکل برابر قرب رکھتے ہیں۔

پس جب کہ نبی ﷺ کی قبر سید القبور ہے اور روئے زمین کی تمام قبروں سے افضل ہے اور آپ نے اس کو عید (میلہ کی جگہ) بنانے سے منع فرمایا ہے تو کسی اور قبر کے متعلق نہیں بطریق اولیٰ ہوگی، خواہ کسی ولی کی شہید کی یا کسی اور نبی کی ہی کیوں نہ ہو۔

پھر اس کے ساتھ نبی ﷺ نے ایک اور نبی ملا دی اور فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور یہ آپ ﷺ کا حکم ہے اس بات پر کہ اپنے گھروں میں نفل نمازیں اہتمام سے پڑھا کرو تا کہ وہ بمنزلہ قبور نہ بن جائیں اور ساتھ ہی قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا اور اس امر کے ساتھ یہ حکم دیا کہ مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود جس جگہ تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے اور یہ حکم دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارا درود و سلام نزدیک و دور سے مجھے پہنچ جاتا ہے۔ پس تمہیں کوئی ضرورت نہیں کہ تم قبر کو عید (میلہ گاہ) بناؤ۔

آہ یہ مناظر

از: ماہر القادری

یہ نمائش ہے کوئی میلہ ہے یا تہوار ہے
کام کرتی ہے یہاں کی خاک بھی اکسیر کا
کیا مزے ہیں حضرت قبلہ سہاگن شاہ کے
اس ہجوم رنگ و بو میں کب خدایا آئے ہے
یہ وہ منزل ہے جہاں ہیں نیکیاں بھگی ہوئی
درد دل سن لیجئے مشکل کشائی کیجئے
میرا گل بھی ہے بہت مدت سے بے فصل بہار
یہ عقیدے کا تموج یہ وفور اشتیاق
یہ موحّد ہیں جو پوجا کر رہے ہیں پیر کی
تھام رکھا ہے کسی نے دونوں ہاتھوں سے غلاف
ہیں کسی کے ہاتھ بہر التجا اٹھے ہوئے
آخرت کی یاد اس جا پاؤں رکھ سکتی نہیں
مور کے پنکھوں کے سائے میں کلاوے باندھ کر
ہے ہر اک بدعت ضلالت شرک ہے ظلم عظیم
اس طرح تردید فرمان رسول اللہ کی
اک طرف قبروں پہ سجدہ دوسری جانب نماز
یہ نہیں ہے شرک تو پھر شرک کس کا نام ہے؟
مصنوعہ توحید کا کب تک اڑایا جائے گا؟

ہر طرف خمیے لگے ہیں دور تک بازار ہے
ہے یہ تقریب عقیدے عرس ہے اک پیر کا
اک طوائف گار ہی ہے سامنے درگاہ کے
عورتوں کی بھیڑ میں نظارہ ٹھوکر کھائے ہے
مقبروں کی جالیوں پر عرضیاں لٹکی ہوئی
ان میں لکھا ہے ہماری جھولیاں بھر دیجئے
آپ کو اللہ نے سب کچھ دیا ہے اختیار
یہ لمبے یہ بتاشے یہ مٹھائی کے طباق
چادریں چڑھتی ہوئی دھولک بھی ہے بختی ہوئی
کوئی سجدے میں جھکا ہے کوئی مصروف طواف
رو رہا ہے کوئی چوکھٹ ہی پہ سر رکھے ہوئے
سن برستا ہے یہاں چاندی اُگاتی ہے زمیں
زاروں کے خود مجاور ہی جھکا دیتے ہیں سر
ہے یہ تعلیم نبی فرمان قرآن کریم
بدعتوں ہی بدعتوں کی ہر طرف شیشہ گری
مدعی توحید کے اور شرک سے یہ ساز باز
التجا فریاد استمداد غیر اللہ سے
تابہ کہ یہ کھیل دنیا کو دکھایا جائے گا

سفیدی پر سیاہی

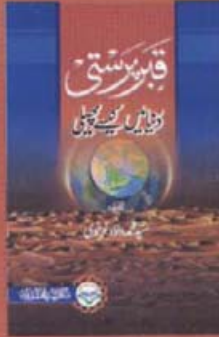
از: مست گنوری

سجدے بھی کئے خاک مزاروں کی بھی چاٹی
جو بات تمہاری ہے شریعت سے الگ ہے
مسجد سے تمہیں عار مزاروں سے عقیدت
غیرت کی ہے یہ بات بڑے شرم کی جا ہے
توبہ ہے الہی مری توبہ ہے الہی
ہو شرک کا سالار محمد کا سپاہی
ہوتی ہے ذرا سے میں سفیدی پہ سیاہی

بدعت پرست

از: فرق جامی

نت نئی بدعت پرستی امت مرحوم کی
زمزے قوالیوں کے اور یہ ڈھولک کا شور
رہ گئے قبروں کے پتھر سجدہ ریزی کے لیے
ماگی جاتی ہیں مزاروں سے مرادیں رات دن
سرتوتوں کے سامنے غیروں کا جھلنا کافر
دین کی تعلیم جنس خام ہو کر رہ گئی
حق پرستی کفر کا پیغام ہو کر رہ گئی



مکتبہ محمدیہ
تذات فیض قریش الفضل ماریٹ
اردو بازار لاہور

E-mail: maktabah_muhammadia@yahoo.com & maktabah_m@hotmail.com